جلد ۱۷ امان ۱۳۵۵ ہش شمارہ ۳

مارچ ۱۹۷۶ء

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آلِ عمران)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

سالانہ بدل اشتراک
پاکستان آٹھ روپے
دیگر ممالک دو پونڈ

فی پرچہ ۷۵ پیسے

[illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

امان ۱۳۵۵ ہش

ربیع الاول ۱۳۹۶ ہجری مارچ ۱۹۷۶ء

ایڈیٹر

غلام باری سیف

قیمت سالانہ: آٹھ روپے

فی پرچہ: پچھتر پیسے

فہرست مضامین

پبلشر ...... چوہدری محمد ابراہیم

مطبع ..... ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقام اشاعت ... دفتر ماہنامہ انصار اللہ

دار الصدر جنوبی ربوہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

جلد ۱۷ | ماہنامہ انصار اللہ ربوہ | شمارہ ۲

امان ۱۳۵۵ ہش

(۱)

حَاسِبُوْا قَبْلَ اَنْ تُحَاسَبُوْا

سرور انبیاء محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد زیب عنوان ہے کہ اپنا محاسبہ کرو پیشتر اس کے کہ تمہارا محاسبہ کیا جائے جس حدیث کا یہ حصہ ہے اس میں فرمایا حساب کتاب انہیں کا آسان ہوگا جو اپنا حساب خود کرتے رہتے ہیں۔ مذہب میں آخرت کا تصور حساب و کتاب کا خوف انسان کو سیدھا رکھنے کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ حدیث میں آتا ہے جب یہ آیت اتری۔

یَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّا اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكَارٰى وَمَا هُمْ بِسُكَارٰى (حج آیت ۳)

اس دن کو یاد کرو جس دن دودھ پلانے والی دودھ پلانا بھول جائے گی۔ اس دن کی شدت کا یہ حال ہوگا کہ حاملہ کا حمل ساقط ہو جائے گا اور مارے غم کے اس دن ہوش و حواس اڑ جائیں گے۔

تو صحابہؓ کے چہرے زرد پڑ گئے۔ رخساروں پر آنسوؤں کے نشان تھے۔

بصرہ کے قاضی حضرت زرارہ بن اوفیٰ صبح کی نماز پڑھ رہے تھے جب یہ آیت تلاوت کی فَاِذَا نُقِرَ فِی النَّاقُوْرِ فَذٰلِكَ يَوْمَئِذٍ يَّوْمٌ عَسِيْرٌ جس دن بگل پھونکا جائے گا۔ وہ دن بہت سخت ہوگا۔ تو غش کھا کے

جا پڑے اور روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ امیر المومنین حضرت عثمانؓ کسی قبر کے پاس سے گزرتے تو اتنا روتے کہ آنسو گر گر کر ڈاڑھی تر ہو جاتی۔ وجہ دریافت کرنے پر فرماتے۔ آخرت کی منزلوں میں سے یہ پہلی منزل ہے۔ اگر یہاں خیر گزری تو آگے بھی خیریت ہو گی۔

ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نام لیوا ہیں اگر ان کے عشق کا دعوےٰ ہے۔ اگر ان سے محبت ہے تو ہمارا موقف وہ کیوں نہیں جو آپ کا تھا۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم فداہ ابی و امی نے ہی تو فرمایا ہے۔ المرء مع من احب۔ آدمی اس کے ساتھ ہوتا ہے جس سے محبت کرتا ہے۔ اور محبت وعشق کا دعوےٰ کوئی آسان امر تو نہیں۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ اگر کوئی تجھ سے پوچھے کہ کیا تو خدا سے ڈرتا ہے تو نہ انکار میں جواب دے نہ اثبات میں۔ کیونکہ اگر تو انکار میں جواب دیتا ہے۔ تو یہ کفر ہے اور اگر اثبات میں جواب دیتا ہے تو پھر تو ہر وقت تیرے رونگٹے کھڑے ہونے چاہئیں۔ اسی طرح ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اگر رسول خدا محبوب کبریا، شافع محشر سے محبت اور عشق کا دعوےٰ ہے تو یہ کس قسم کی محبت ہے کہ پھر ہم ان کے رنگ میں رنگین نہیں ہوتے ہم کیوں ان کے ارشادات کو حرز جان نہیں بناتے۔ ہمارے افعال، حرکات وسکنات یہ کیوں ظاہر نہیں کرتے کہ ہم ان کے نام لیوا ہیں۔ یہی قول وفعل تضاد ہے۔ جس کا اغیار مسلمانوں کو طعنہ دیتے ہیں۔

ایک حدیث میں آتا ہے قیامت کے دن فرشتے کچھ صحابہ کو جہنم کی طرف لے جا رہے ہوں گے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے۔ یہ تو میرے صحابہ ہیں میرے صحابہؓ۔ تو فرشتے عرض کریں گے۔ آپ نہیں جانتے۔ انہوں نے آپؐ کے بعد کیا کچھ کیا۔ یہ حال اگر صحابہ کا ہو سکتا ہے تو ہم کس شمار میں ہیں۔ ہم اسلام کا لیبل لگا کر بچ نہیں سکتے۔ خدا عالم الغیب کی نظر پاتال تک ہے۔ اس کی نظر سے کوئی عمل پوشیدہ نہیں۔ حدیث شریف میں آتا ہے حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی۔ یومئذ تحدث اخبارھا کہ اس دن زمین اپنی خبریں بیان کرے گی۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جانتے ہو یہ خبریں کیا ہوں گی۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے فرمایا خدا اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا زمین بتائے گی اس کی سطح پر کیا کیا گناہ کیا گیا اور کیا کیا جرم ہوئے اگر حضور سے محبت کا دعوےٰ ہے تو ام الخبائث شراب کو مسلمان منہ کیسے لگا سکتا ہے۔ اور اگر وہ اس دختِ رز کو منہ لگاتا ہے تو کیا وہ خدا کے نزدیک اور اس کے رسول کے نزدیک مسلمان ہے۔

اگر ہم حضورؐ سے محبت کا دعوےٰ کرتے ہیں تو کیا رشوت قبول کر سکتے ہیں۔ اگر ہم اس کی امت میں سے ہونے کا دعوےٰ کرتے ہیں تو کس قسم کے امتی ہیں کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے جس پر لعنت بھیجی ہے یعنی رشوت لینے والے اور دینے والے پر ہم وہ بنتے ہیں

حدیث شریف میں آتا ہے قیامت کے دن مسلم خدا کے سامنے سے نہیں ہٹے گا یہاں تک کہ پانچ باتوں کا

جواب دے گا۔ ایک یہ کہ مال کیسے کمایا دوسرے یہ کہ پھر خرچ کہاں کیا۔ جوانی کیسے بسر کی یعنی تقوےٰ سے خدا سے ڈرتے ڈرتے یا گناہوں پر دلیری سے۔ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے نام پر جان چھڑکنے کا دعوےٰ ہو اور ہر ناجائز ذرائع سے مال کمائیں اور جیسے چاہیں گلچھرے اڑائیں۔ اپنی جوانیاں، توانائیاں، دنیا کی خاطر ضائع کریں تو قیامت کے دن خدا کے سامنے کیسے کھڑے ہوں گے۔ اور جواب دہی کیسے ہوگی۔ اور خدائے احکم الحاکمین کے سامنے کوئی جھوٹ کام نہیں دے گا۔ قرآن کہتا ہے لَا يُقْبَلُ مِنْهَا عَدْلٌ مال ومنال کا معاوضہ دے کر بھی کوئی چھوٹ نہیں سکتا۔ وہاں تو اعمال صالحہ ہی کام آئیں گے۔ اور اعمال صالحہ بھی وہ جو ریاکاری، خودپسندی، کبر سے پاک ہوں

یہ بھی درست ہے کہ صحیح عقیدہ سے صحیح عمل کی توفیق ملتی ہے۔ پھر صحیح عقیدہ رکھنے کے باوجود صحیح عمل کی توفیق کیوں نہیں ملتی۔ اس کا جواب یہی ہوسکتا ہے کہ صرف عقیدہ ہے زبان کا خالی اقرار ہے۔ عمل ساتھ نہیں دے رہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی اسلام کی آمد سے قبل کی حالت پر نظر ڈالیں اور پھر حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ہاتھ دینے کے بعد کی حالت کو دیکھیں۔ کیا تغیر ہے کیا پاک۔ تبدیلی ہے۔ ان کی خوبی یہی تھی کہ وہ جو سنتے تھے اس پر عمل کرتے تھے۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک ایک لفظ پر وہ عمل کرتے تھے۔ حضور کے رنگ میں وہ رنگین ہونے کی کوشش کرتے تھے۔ اور یاد رکھئے خدا تعالےٰ ہماری شکلوں کو نہیں دیکھتا اس کی نگاہ دل پر ہے۔ کہ یہ دل کس حد تک ہم نے صاف کیا۔

اگر ہماری زبانیں گنگ کر دی جائیں تو ہمارے اعمال تصدیق کر رہے ہوں کہ ہم ہیں جو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے نام لیوا ہیں۔ ہم ہیں جو اس نام پر مرمٹنے والے ہیں۔ ہم ہیں جو آپ کے مشن کی تکمیل کے لئے سر دھڑ کی بازی لگا چکے ہیں۔ ہم اس پاک نام محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے جیتے ہیں۔ اور اسی کے لئے ہماری موت ہوگی ۔

(۲)

حضرت ابوبکرؓ کی ابوعبیدہؓ کو نصیحت

امیر المومنین حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جب ابوعبیدہؓ بن جراح کو شام کی طرف اسلامی فوجوں کو سپہ سالار بنا کر بھیجا تو جھنڈا عطا کرتے ہوئے انہیں فرمایا خدا کا تقوےٰ اختیار کرنا۔ اپنی خلوت میں اور جلوت میں اس سے شرم کرنا کیونکہ وہ تجھے دیکھتا ہے۔ اپنے عمل میں خدا کی رضا کو مدنظر رکھنا اور جو کام تمہارے سپرد کیا ہے اس میں کمزوری نہ دکھانا۔ یہ کبھی خیال نہ کرنا کہ ابن ابی قحافہ نے تمہارے سپرد ایسا کام کیا ہے۔ جس کی تجھے طاقت نہیں۔ تیرے ساتھ بدری مہاجر اور انصار ہیں ان کی عزت کرنا اور ان کا حق پہچاننا۔ اور یہ تکبر کا خیال تجھے نہ آئے کہ میں ان سب

سے بہتر تھا اس لئے مجھے ان کا امیر بنایا ہے۔ نفس کے فریب اور دھوکوں سے بچنا تم بھی ان جیسے ہو۔ ان سے مشورہ کرتے رہنا اور نماز کا اہتمام کرنا۔ جب نماز کا وقت آئے اذان دینا اپنے دشمن سے احتیاط کرنا رات کو اپنے ساتھیوں سے مجلس کرنا ان کے درمیان رہنا۔ ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا۔ جب دشمن سے مٹھ بھیڑ ہو تو خدا کا تقویٰ اختیار کرنا۔

جب وعظ کرے تو مختصر کرنا اپنی اصلاح کرنا رعیت سیدھی رہے گی۔ دشمن سے مقابلہ ہو تو ثابت قدم رہنا پیچھے نہیں ہٹنا۔ قرآن کی تلاوت کی پابندی کی ساتھیوں کو تلقین کرنا۔ اور اللہ کے ان قابلِ تعریف ائمہ سے ہونا جن کے بارہ میں قرآن میں آیا ہے۔ وجعلناھم ائمۃ یھدون بامرنا واوحینا الیھم فعل الخیرات واقام الصلوٰۃ وایتاء الزکوٰۃ وکانوا لنا عابدین

پھر کہا جا اللہ کی برکت تمہارے اور تمہارے ساتھیوں کے شاملِ حال ہو

(الاسلام فی المشارق والمغارب صفحہ ۱۹-۲۰)

حاکم وقت امیر المومنین سیدنا ابوبکر کی اس نصیحت کو پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ مسلمان کی فتح کا راز کیا تھا۔ مسلمان خدا کا خوف رکھتا تھا۔ وہ اس سے محبت کرتا تھا۔ وہ گناہ سے بچتا تھا تو خدا کی نصرت اس کے شاملِ حال تھی۔ یہی فتح کی کلید ہے۔ یہی خدا کی رضا کو حاصل کرنے کا سبب تھا۔ کیا خوب کہا تھا مسیح پاک نے ؎

ہے تو میرا ہو رہیں سب جگ تیرا ہو

اے کاش ہم اس کے ہو جائیں اور اسے اپنا بنالیں۔

(۱۳)

حضورؐ نے جسے تلوار دی

اُحد کے دن حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ابو دجانہ کو تلوار دی۔ آپؐ نے فرمایا تھا کون اس کا حق ادا کرے گا۔ حضرت ابو دجانہؓ نے تلوار ہاتھ میں لی اور بھنگڑہ ڈالتے ہوئے آگے بڑھے۔ مشرکوں میں سے ایک شخص مسلمان زخمیوں پر حملہ کرتا اور انہیں ہمیشہ کی نیند سلا دیتا۔ ابو دجانہؓ نے اسے دیکھا تو اس کی طرف بڑھے زبیرؓ بن عوام جو حضور کے پھوپھی زاد تھے۔ جو یہ مشاہدہ کر رہے تھے کہ ابو دجانہؓ تلوار کا کس طرح حق ادا کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں میں نے دعا کرنی شروع کی کہ خدایا ابو دجانہ سے اس کی مٹھ بھیڑ ہو۔ چنانچہ دونوں کا آمنا سامنا ہوا۔ اس مشرک نے تلوار کا ایک بھرپور وار کیا۔ حضرت ابو دجانہؓ نے اپنی ڈھال پر تلوار کا وار روکا اس کا وار خالی گیا۔ تو اسے اتنا غصہ آیا کہ اس نے تلوار پر اپنے دانت مارے۔ اب ابو دجانہؓ نے وار کیا۔ تو وہ خاک و خون میں تڑپنے

لگا۔ (ابن ہشام جلد ۲ صفحہ ۵۰۹)

اور اس کے بعد ابو دجانہ آگے بڑھے صفوں کو چیرتے ہوئے عقب میں نکل گئے۔ تلوار لہرائی لیکن اٹھا ہُوا ہاتھ معاً رُک گیا۔ بعد میں آپ سے وجہ دریافت کی تو فرمایا نداکے رسول کی تلوار عورت کے خون سے کیوں بھاتی۔
"یوں رکھا کرتے ہیں عطیہ خداوندی کی لاج"

(۴)

دوسروں کو پڑھایئے

حدیث میں آتا ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ نضّر اللّٰہ امرءً سمع منا حدیثاً فبلّغہ۔ اللہ تعالیٰ سرسبز شاداب یعنی خوش رکھے اس شخص کو جس نے ہم سے حدیث سنی اور پھر دوسروں کو پہنچائی علم بڑھتا ہے پھیلانے سے اور یہ ختم ہوتا ہے بند کرنے سے۔ اس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس طرف توجہ دلائی کہ نیکی کی بات آگے پہنچا دینا چاہئے۔

ہمارے رسالہ انصار اللہ کی غرض جماعت کی تعلیم و تربیت ہے۔ اس لئے ہم اس رسالہ میں کوئی اشتہار نہیں دیتے۔ اس رسالہ کی غرض کوئی مالی منفعت نہیں۔ ہماری صرف یہ خواہش ہے کہ خدا اس کے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی فرزند اور اُمّتی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو معارف بیان فرمائے۔ جو دودھ آسمان سے اترا ہے اسے احباب تک پہنچایا جائے۔ الحمدللہ کہ احباب اس کو پسند کرتے ہیں۔ غیر از جماعت احباب نے بھی اسے پسند فرمایا ہے وذالک فضل اللہ۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مبارک ہاتھوں کا یہ شجر لگایا ہُوا ہے۔ اس کی آبیاری کیجئے۔ اگر آپ کو یہ پسند ہے تو اسے خود پڑھیئے دوسروں کو پڑھنے کے لئے دیجئے۔ انصار اللہ کے ہر ممبر کو دیجئے۔ غیر از جماعت احباب کو دیجئے۔ ہماری محنت اسی صورت ٹھکانے لگ سکتی ہے۔

(۵)

تربیتی کلاس

مرکز میں بار بار آنا ازدیاد ایمان کے لئے ضروری ہے۔ مذہب میں عقیدت اور محبت نہ ہو تو پھر رسمی تعلق ہے جو کسی ثواب اور شہرت کا موجب نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانی سلسلہ احمدیہ اپنے متبعین کو بار بار قادیان میں آنے کی تاکید فرمایا کرتے تھے۔ ایک مخلص مرید کا دل اپنے مرشد امام کی محبت کی وجہ سے مرکز کے ساتھ معلّق ہوتا ہے اور وہ اس انتظار میں ہوتا ہے کہ کب اسے موقعہ ملے اور وہ اڑ کر بھی وہاں پہنچ جائے۔ اپنی مجبوریوں اور ضروریات

کی وجہ سے اور بعض اوقات دینی اغراض کے تحت اسے مرکز سے باہر جانا پڑتا ہے۔ اور سکونت اختیار کرنی پڑتی ہے لیکن جب اسے آواز آئے وہ لبیک کی صدا بلند کرتا در محبوب پر حاضر ہو جاتا ہے۔ سیدنا حضرت مصلح موعودؓ جماعت کو مخاطب ہو کر فرماتے ہیں :-

"مَیں تمہیں ایک طرف تو یہ کہتا ہوں کہ جاؤ نکل کر تمام دنیا میں پھیل جاؤ اور دوسری طرف یہ کہتا ہوں کہ جب تمہیں مرکز سلسلہ سے آواز آئے کہ آجاؤ تو لبیک کہتے ہوئے جمع ہو جاؤ...... پس جاؤ اور دنیا میں پھیل جاؤ کہ کامیابی کا گر یہی ہے اور جب آواز پہنچے تو یوں جمع ہو جاؤ جس طرح پرندے اڑ کر جمع ہو جاتے ہیں۔"

(تقریر جلسہ سالانہ ۲۷ دسمبر ۱۹۳۷ء)

مرکز میں خدام الاحمدیہ کے زیر انتظام ۱۶ اپریل سے تربیتی کلاس منعقد ہو رہی ہے جس میں قرآن حدیث۔ فقہ۔ کلام۔ ادب عربی کی تعلیم دی جائے گی۔ اس میں ہر مجلس کی نمائندگی حسب سابق ضروری ہے۔ امید ہے کہ کوئی مجلس ایسی نہ رہے گی جس کی اس میں نمائندگی نہ ہو۔

(۶)

۶ چھ مارچ

آج سے ۸۳ سال قبل حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک دشمن اسلام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خلاف بدزبانی کرنے والے آریہ پنڈت لیکھرام پشاوری کے متعلق اللہ تعالےٰ سے خبر پا کر پیشگوئی کی تھی کہ یہ بدزبان ۶ سال کے اندر قہری نشان کا شکار ہوگا اور یہ نشان عید کے قریب ظاہر ہوگا۔ چنانچہ آج سے ۷۵ سال قبل ۱۸۹۷ء کو لیکھرام خدا تعالےٰ کی قہری تلوار کا شکار ہوا۔ اسکی زبان جو چھری کی طرح چلتی تھی خدا کی تلوار کے حملہ کی وجہ سے ہمیشہ کے لئے خاموش ہو گئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسکو مخاطب ہو کر فرمایا تھا :-

الا اے دشمن نادان و بے راہ ۔ بترس از تیغ بُرّانِ محمدؐ

اے نادان گمراہ دشمن تو محمد مصطفےٰ کی کاٹ کرنے والی تلوار سے ڈر لیکن وہ ظالم شوخی میں بڑھتا چلا گیا اور

تیر بر معصوم مے بارد خبیث و بدگہر ۔ آسماں را مے سزد گر سنگ بارد بر زمیں

سید المعصومین خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم پر حملے کرنے والا آسمانی کٹار کا شکار بنکر اسلام کی صداقت پر مہر تصدیق ثبت کر گیا۔ خدا تعالےٰ فقط تکذیب پر سزا نہیں دیتا لیکن جب شوخی غلو اور اسکی حد سے بڑھ جاتی ہے تو عذاب الٰہی وارد ہوتا ہے۔ خدا تعالےٰ کی یہی سنت ہے لیکھرام کی پیشگوئی اور نشان وید کے دھرم پر اسلام کے غلبہ کی علامت تھی اور یہ نشان ظاہر کرتا ہے کہ آریہ لوگ اسلام کے مقابلہ پر شوخ رہیں گے۔ وہ خدائی تلوار کی زد میں آئیں گے اور انکی قومی زندگی بالآخر ختم ہو کر رہے گی۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

ما اشکو الرسول مخدومہ

جب فاصلے قریب کئے جائیں گے

عن انس بن مالکؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تقوم الساعۃ حتی یتقارب الزمان و یکون السنۃ کالشھر والشھر کالجمعۃ وتکون الجمعۃ کالیوم ویکون الیوم کالساعۃ وتکون الساعۃ کالضرمۃ بالنار

(ترمذی ابواب الزھد باب ما جاء فی تقارب الزمان)

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت نہیں قائم ہوگی۔ یہاں تک کہ زمانے قریب کئے جائیں گے سال مہینہ کی مانند ہوگا اور مہینہ جمعہ کی مانند اور جمعہ دن کی مانند اور دن گھڑی کی مانند اور گھڑی آگ کے شعلے کی مانند۔

حدیث میں یہ امر تو واضح ہے کہ سالوں کے فاصلے مہینوں میں طے ہوں گے اور مہینوں کے ہفتوں میں اور ہفتوں کے دنوں میں اور دنوں کے گھڑیوں میں اور گھڑیوں کے آنکھ جھپکنے میں

آج آواز سے تیز رفتار جہازوں پر سفر شروع ہو گئے ہیں۔ دنیا کے کسی گوشہ میں ہونے والے واقعات آپ ٹیلیویژن پر بیٹھے یہاں دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ فون پر ایک ملک کے باشندے دوسرے ملک کے لوگوں سے باتیں کر رہے ہیں۔

شارحین حدیث نے یہ توجیح کی ہے کہ خوشی کی گھڑیاں جلد گذر جاتی ہیں وہ مختصر ہوتی ہیں۔ اور یہ بھی کہا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ عمریں چھوٹی ہونگی۔ اور کہا اس سے مراد یہ بھی ہے کہ برکت کم ہوگی۔ ہر چیز سے برکت اٹھالی جائے گی۔ حتیٰ کہ زمانہ سے بھی۔ اور یہ بھی کہا کہ زمانہ طیب العیش کا ہوگا اور آرام و آسائش بہت ہو جائیں گے۔

کوئی بھی توجیح آپ قبول کریں۔ یہ معلوم ہوتا ہے اس حدیث میں ایک انقلاب کی خبر دی گئی ہے۔ اور زمانے کے فاصلے ہوں یا مسافت کے فاصلے قریب ہو چکے ہیں۔ شارحین ان توجیہات کو بیان کرتے ہوئے یہ بھی کہتے ہیں۔ و الحمل علی ایام المھدی کہ یہ مہدی کا زمانہ ہوگا۔

(ترمذی جلد دوم ص۵۵ حاشیہ)

(کلمات طیبات حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

نُوْرٌ عَلٰی نُوْر

جس کے پاس کچھ نور ہے اس کو اور نور بھی دیا جاتا ہے

نُوْرٌ عَلٰی نُوْر نور فائض ہوا نور پر یعنی جبکہ وجود مبارک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم میں کئی نور جمع تھے۔ سو ان نوروں پہ ایک اور نور آسمانی جو وحیٔ الٰہی ہے وارد ہوگیا اور اس نور کے وارد ہونے سے وجود باجود خاتم الانبیاء کا مجمع الانوار بن گیا۔ پس اس میں یہ اشارہ فرمایا کہ نورِ حق کے نازل ہونے کا یہی فلسفہ ہے کہ وہ نور پر ہی وارد ہوتا ہے۔ تاریکی پہ وارد نہیں ہوتا۔ کیونکہ فیضان کے لئے مناسبت شرط ہے۔ اور تاریکی کو نور سے کچھ مناسبت نہیں بلکہ نور کو نور سے مناسبت ہے، اور حکیم مطلق بغیر رعایت مناسبت کوئی کام نہیں کرتا۔ ایسا ہی فیضان نور میں بھی اس کا یہی قانون ہے کہ جس کے پاس کچھ نور ہے اسی کو اور نور بھی دیا جاتا ہے اور جس کے پاس کچھ نہیں اسکو کچھ نہیں دیا جاتا جو شخص آنکھوں کا نور رکھتا ہے وہی آفتاب کا نور پاتا ہے اور جس کے پاس آنکھوں کا نور نہیں وہ آفتاب کے نور سے بھی بے بہرہ رہتا ہے اور جس کو فطرتی نور کم ملا ہے اسکو دوسرا نور بھی کم ہی ملتا ہے اور جسکو فطرتی نور زیادہ ملا ہے اسکو دوسرا نور بھی زیادہ ہی ملتا ہے اور انبیاء منجملہ سلسلہ تفاوت فطرت انسانی کے وہ افراد عالیہ ہیں جنکو اس کثرت سے اور کمال سے نورِ باطنی عطا ہوا ہے کہ گویا وہ نور مجسم ہوگئے ہیں۔ اسی جہت سے قرآن شریف میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نام نور اور سراج منیر رکھا ہے۔" (براہین احمدیہ ہر چہار حصص صفحہ ۱۹۶)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم عربی کلام

يَا لَيْتَ شُقَّ جَنَانِيَ الْمُتَمَوِّجُ

کاش میرا دل چیرا جاتا جو موجیں مار رہا ہے۔

شَهِدُوا الْمَعَارِكَ كُلَّهَا حَتّٰى قَضَوْا ... لِرِضَا الْمُهَيْمِنِ نَحْبَهُمْ بِوَفَاءِ

تمام میدانوں میں حاضر ہوئے یہاں تک خدا کی رضا کے لئے اپنی منت وفا کے ساتھ پوری کر دی۔

مَا فَارَقُوْا سُبُلَ الْهُدٰى وَتَخَيَّرُوْا ... جَوْرَ الْعِدَا وَبَوَائِقَ الْهَيْجَاءِ

دین کے راستوں کو نہ چھوڑا اور دشمنوں کا ظلم جنگوں کی مصائب میں قبول کر لیا۔

هٰذَا الرَّسُوْلُ قَدْ اَتَيْنَا بَابَهٗ ... بِمَحَبَّةٍ وَّاِطَاعَةٍ وَّرِضَاءِ

یہ وہی رسول ہے ہم جس کے دروازہ پر محبت واطاعت اور رضا مندی حاضر ہوئے ہیں

يَا لَيْتَ شُقَّ جَنَانِيَ الْمُتَمَوِّجُ ... لِاُرِيَ الْخَلَائِقَ بَحْرَهَا كَالْمَاءِ

کاش میرا دل چیرا جاتا جو موجیں مار رہا ہے۔ تا میں لوگوں کو پانی کی طرح اس کا دریا دکھلا دیتا

اِنَّا قَصَدْنَا ظِلَّهٗ بِهَوَاجِرٍ ... كَالطَّيْرِ اِذْ يَاوِيْ اِلَى الدَّفْوَاءِ

ہم نے دوپہر کی دھوپ میں سایہ کا ارادہ کیا ہے۔ جیسے پرند بڑے درخت کی طرف آتے ہیں۔

يَا مَنْ يُكَذِّبُ دِيْنَنَا وَنَبِيَّنَا ... وَتَسُبُّ وَجْهَ الْمُصْطَفٰى بِجَفَاءِ

اے وہ شخص کہ ہمارے دین اور ہمارے نبی کی تکذیب کرتا ہے۔ اور مصطفیٰ کی ذاتِ پاک کو برا کہتا ہے۔

اِنَّا نُشَاهِدُ حُسْنَهٗ وَجَمَالَهٗ ... وَمَلَاحَةً فِيْ مُقْلَةٍ كَحْلَاءِ

ہم تو اس کا حسن وجمال دیکھ رہے ہیں۔ اور سرمگین آنکھوں کی ملاحت کو بھی

بَدْرٌ مِّنَ الْكَرِيْمِ بِفَضْلِهٖ ... وَالْبَدْرُ لَا يَغْسُوْ بِلَغْوِ ضَرَاءِ

خدائے کریم کی طرف سے اور اس کے فضل سے بدر ہے اور چاند نابینا کی لغو باتوں سے بے نور نہیں ہو سکتا

لَا يُبْصِرُ الْكُفَّارُ نُوْرَ جَمَالِهٖ ... وَالْمَوْتُ خَيْرٌ مِّنْ حَيٰوةِ عَشَاءِ

کفار اس کے جمال کا نور نہیں دیکھ سکتے۔ اور اندھی زندگی سے موت ہی بہتر ہے۔

(منن الرحمٰن)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم فارسی کلام

گر بجوئی ایں چنیں ایماں بود

اگر تو متلاشی ہے تو یاد رکھ ایمان ایسا ہوا کرتا ہے

بیں کہ ایں عبداللطیف پاک مرد
دیکھ کہ اس پاک انسان عبداللطیف نے

چوں پئے حق خویشتن برباد کرد
کس طرح سے خدا کے لئے اپنے تئیں فنا کر دیا

جاں بصدق آں دلستاں را دادہ است
تا کنوں در سنگہا افتادہ است

اس نے وفاداری کے ساتھ اپنی جان اپنے محبوب کو دیدی۔ اور اب تک وہ پتھروں کے نیچے دبا پڑا ہے۔

ایں بود رسم و رہِ صدق و وفا
راہ صدق و صفا کا یہی رسم و رواج ہے۔

ایں بود مردانِ حق را انتہا
اور یہی مردانِ خدا کا آخری درجہ ہے۔

از پئے آں زندہ از خود فانی اند
جاں فشاں بر مسلکِ ربّانی اند

اس زندہ خدا کی خاطر انہوں نے اپنی خودی کو فنا کر دیا اور الٰہی طریقہ پر جاں نثار کرنے والے بن گئے۔

فارغ افتادہ زنامِ عزّ و جاہ
ننگ و ناموس اور جاہ و عزّت سے لاپروا ہو گئے۔

دل ز کف و ز فرق افتادہ کلاہ
دل ہاتھ سے جاتا رہا اور ٹوپی سر سے گر پڑی

دُور تر از خود بہ یار آمیختہ
خودی سے دُور اور یار سے وابستہ ہو گئے۔

آبرو از بہر روئے ریختہ
کسی (حسین) چہرہ کے لئے عزّت برباد کر دی

ذکرِ شاں ہم مے دہد یاد از خدا
ان کا ذکر بھی خدا کی یاد دلاتا ہے۔

صدق در زاں در جنابِ کبریا
وہ خدا کی بارگاہ کے وفادار ہیں۔

گر بجوئی ایں چنیں ایماں بود
اگر تو متلاشی ہے تو یاد رکھ کہ ایمان ایسا ہوا کرتا ہے

کار بر جویندگاں آساں بود
تلاش کرنے والوں کے لئے یہ کام آسان ہو جاتا ہے

لیک تو افتادہ در دنیا اسیر
تا نمیری کے رہی زیں دار و گیر

لیکن تو دنیا کی قید میں گرفتار ہے۔ جب تک نہ مرے گا اس جھگڑے سے کس طرح نجات پائے گا۔

صحابۂ رسولؐ کا اندازِ محبت

سپہدارِ افواجِ قدوسیاں ❊ علمدارِ عشاقِ ذاتِ یگاں
علیک الصلوٰۃ علیک السلام ❊ پلا ساقیا آبِ کوثر کا جام

حضرت انسؓ راوی ہیں کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی حقیقی مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اس کے والد اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوں[1] اور یہ کوئی آسان امر نہیں ہے محبت کے آثار ہوا کرتے ہیں۔ فقط زبان سے دعوے عبث ہے۔ ایک بار ایک شخص حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور اس نے کہا یا رسول اللہ میں آپؐ سے محبت کرتا ہوں۔ حضور نے فرمایا غور کرکے تو کیا کہتا ہے۔ اس نے عرض کی حضور میں آپ سے محبت کرتا ہوں۔ فرمایا پھر فقر کے لئے تیار ہو جا۔ میرے ساتھ محبت ہے تو آزمائش اور مصائب کو برداشت کرنے کے لئے تیار ہو جا[2] اور حدیث کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز، روزہ ذکرِ الٰہی اور عبادت سے بھی ضروری حُبِّ رسول۔ عشقِ رسول ہے۔ اگر رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت و عشق کی چنگاری سینہ میں سلگی نہیں تو کچھ بھی نہیں۔ یہی متاعِ ایمان ہے یہی نازشِ مسلمانی ہے۔ حدیث میں آتا ہے ایک شخص حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کی یا رسول اللہ قیامت کب آئے گی۔ فرمایا تو نے قیامت کے لئے کیا تیاری کی ہے؟ اس نے عرض کی یا رسول اللہ کوئی لمبی چوڑی نمازیں اور روزے تو نہیں۔ ہاں میں اللہ اور اسکے رسول صلے اللہ علیہ وسلم محبت رکھتا ہوں۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ سنا تو فرمایا۔ سنو! آدمی اسی کے ساتھ ہوتا ہے جس سے محبت کرتا ہے۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد پر صحابہؓ اتنے خوش ہوئے کہ میں نے اس دن سے زیادہ خوش مسلمانوں کو کبھی نہیں دیکھا[3] اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سبھی صحابہؓ

---

[1] بخاری کتاب الایمان باب فی حبّ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم من الایمان [2] ترمذی ابواب الزھد باب ما جاء فی فضل الفقر [3] ترمذی ابواب الزھد المرء مع من احبّ۔

عشق رسولؐ کی مے سے سرشار تھے۔ اور سمجھتے تھے کہ الحمد للہ ہمیں سند رفاقت مل گئی۔ اس جہان میں بھی اور اگلے میں بھی۔

عشق کے انداز مختلف ہوتے ہیں جس طرح یہ درست ہے کہ للجنون فنون۔ جنون یعنی دیوانگی کی کئی قسمیں ہیں۔ محبت کے بھی انداز اور مظاہر مختلف ہوتے ہیں۔ محب محبوب کی محبت میں کبھی اپنی ساری دعائیں محبوب کے لئے وقف کر دیتا ہے۔ اگر محبوب بولے تو وہ اس طرح اس کی آواز پر لبیک کہتا ہے کہ اس کے ہر لفظ سے محبت ٹپکتی ہے۔ کبھی محب محبوب کے منہ کو ٹکٹکی باندھے دیکھ رہا ہے۔ اور کبھی سو جان سے اس پر نثار ہوتا ہے۔ وہ محب کیسا جو محبوب کے ہر لفظ پر پہرہ نہ دے۔ اور کبھی عشق و محبت اس کا امتحان کرے تو وہ ہر چیز کے بالمقابل محبوب کو ہی اختیار کرتا ہے۔ کبھی محب محبوب کے تصور اور اس کی یاد سے ہی مرغ بسمل کی طرح تڑپتا ہے۔ اور کبھی محبت کا یہ مظاہرہ آپ کو نظر آئے گا۔ کہ محب اپنے ہر عمل، ہر حرکت و سکون کو محبوب کے رنگ میں رنگین کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

آج کے مضمون میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ان مظاہر کو بیان کرنا مقصود ہے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی فدائیت اور عملی مظاہر کے بارہ میں مسیح زمان نے فرمایا ہے

قد آثروك وفارقوا أحبابهم ؎ وتباعدوا من حلقة الإخوان

قد ودّعوا أهواءهم ونفوسهم ؎ وتبرّءوا من كل نشب فان

اے رسول صلے اللہ علیہ وسلم صحابہؓ نے تجھ کو چن لیا اور اپنے احباب کو چھوڑ دیا بھائیوں کے حلقے سے دور ہو گئے۔ انہوں نے اپنی جانوں اور خواہشوں کو بھی خیرباد کہہ دیا۔ اور ہر فانی مال و متاع سے بیزار ہو گئے

قاموا بإقدام الرسول بغزوهم ؎ كالعاشق المشغوف في الميدان

فدم الرجال لصدقهم في حبهم ؎ تحت السيوف أُريق كالقربان

جنگوں میں رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وہ یوں ڈٹ گئے۔ جیسے سچا عاشق شیدا ڈٹ جاتا ہے اور اپنے صدق و صفا کی وجہ سے محبت کے باعث انہوں نے اپنے خون یوں بہانے جیسے مشکیزوں کے منہ کھل جائیں اور پانی بہے۔

جس سے محبت ہو

اوپر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گزر چکا ہے جو آپؐ نے ایک صحابی کے جواب میں فرمایا تھا کہ آدمی اس کے ساتھ ہوتا ہے جس سے محبت کرتا ہے صحابہؓ کی زندگی میں اس کا مظاہرہ دیکھئے۔ ایک بار مدینہ میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج مطہرات سے ناراض ہو گئے۔ اور خبر یہ مشہور ہو گئی۔ کہ حضورؐ نے اپنی بیویوں

طلاق دے دی ہے۔ حضورؐ نے اپنے کچھ بالاخانہ میں قیام فرمالیا۔ حضرت عمر فاروقؓ جن کی بیٹی حفصہؓ حضورؐ کے عقد میں تھیں تشریف لائے پہلے تو اپنی بیٹی کو اس طرح ڈانٹا کہ وہ رونے لگ گئی۔ پھر دوسری ازواج مطہرات کو بھی سخت سست کہا۔ حضورؐ کی چوکھٹ پر حاضر ہوئے سلام عرض کی اجازت مانگی۔ دوبار سلام کہنے پر بھی اجازت نہ ملی تو وہیں سے پکارا کیا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ خیال ہے کہ میں حفصہؓ کی سفارش کے لئے آیا ہوں۔ خدا کی قسم اگر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم حکم دیں تو حفصہؓ کی گردن اڑا دوں گا۔[1]

پھر حضورؐ کی خدمت میں عرض کی یا رسول اللہ۔ ان بیویوں کی وجہ سے آپؐ کیوں پریشان ہیں۔ اگر آپؐ ان کو طلاق دے دیں تو خدا، اس کے فرشتے، جبرائیل، میکائیل، میں اور ابوبکر اور مومن آپؐ کے ساتھ ہوں گے۔[2]

زیدؓ کی پسند

جب زید کے چچا اور بھائی حضرت زید کو تلاش کرتے ہوئے حضورؐ کی خدمت میں پہنچے اور عرض کیا ہمارا عزیز آپؐ کے پاس ہے۔ آپؐ قیدیوں کو آزاد کرتے ہیں، ہمارا بچہ بھی ہمارے ساتھ بھجوا دیں۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے زید کو بتلایا اور کہا اگر تو چاہے تو میرے پاس ٹھہر اگر جانا چاہے تو اپنے چچا کے ساتھ چلا جا۔ حضرت زیدؓ نے جواب میں کہا میں آپؐ کے مقابل کسی کو اختیار نہیں کرتا۔ میرے باپ اور چچا کی جگہ آپؐ ہی ہیں۔ چچا نے یہ جواب سنا تو کہا زید تیرا برا ہو۔ غلامی کو آزادی پر اپنے ماں باپ پر ترجیح دیتا ہے۔ لیکن محبت کا تیر زید کے دل سے پار ہو چکا تھا اس نے کہا میں نے اس شخص (صلی اللہ علیہ وسلم) میں وہ چیز دیکھی ہے کہ جس پر میں کسی دوسری چیز کو ترجیح نہیں دے سکتا۔

کتنا عجیب مقابلہ تھا۔ ایک طرف ماں باپ، وطن، آزادی۔ دوسری طرف محمد صلے اللہ علیہ وسلم فداہ ابی وامی۔ لیکن عاشق صادق نے ذرا توقف نہ کیا اور دل کا فتوے محبت کے حق میں دے دیا۔[3]

چادر کفن بنے گی۔

ایک موقعہ پر حضورؐ ایک چادر اوڑھ کر باہر تشریف لائے۔ اور ظاہر ہے کہ حضور کی معاشی حالت کوئی خاص اچھی نہ تھی۔ صحابہؓ نے چادر کی تعریف کی۔ ایک صحابی نے عرض کی حضور چادر مجھے دے دیں۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے چادر اسے دے دی۔ بعد میں صحابہؓ نے اسے کہا۔ یہ تو نے کیا کیا۔ حضورؐ کے پاس چادر نہیں دیتے۔ اس نے کہا

---

[1] مسلم کتاب الطلاق۔ [2] مسلم کتاب الطلاق [3] شرح مواہب اللدنیہ جلد ۳

خدا کی قسم مجھے یہ خیال آیا کہ میرا کفن حضورؐ کی چادر بنے میں نے محبوب کی چادر کفن کے لئے لے لی ہے۔ یہ خواہش ہے کہ دنیا سے رخصت ہوں تو زیب تن محبوب کا کپڑا ہو جو اُن کے جسم سے لگا تھا۔[۱]

بدن چوم لیا۔

حضور صلے اللہ علیہ وسلم ایک موقعہ پر صفیں درست کر رہے تھے کہ آپؐ کا تیر ایک شخص کے بدن کو لگ گیا حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر کسی کو میرے ہاتھ سے کوئی تکلیف پہنچی ہو تو وہ مجھ سے بدلہ لے لے۔ صحابی آگے بڑھے اور عرض کیا آپؐ کا تیر مجھے لگا تھا۔ فرمایا ہاں آؤ بدلہ لے لو۔ تو اُس نے کہا آپؐ کا تیر میرے ننگے بدن پر لگا تھا۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے بدن سے کپڑا اٹھایا اور فرمایا آؤ بدلہ لے لو۔ وہ آگے بڑھا اور بدن مبارک کو چوم لیا۔ اور کہا یا رسول اللہ بدلہ کا کس کو خیال تھا میں نے خیال کیا جاتا ہے۔ شاید خدا شہادت کا موقعہ عطا فرما دے تو میرا اس دنیا میں آخری فعل حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے بدن کا بوسہ ہو۔[۲]

چاندنی رات میں موازنہ

جابرہ بن سمرۃ روایت کرتے ہیں کہ ایک رات حضورؐ نے سرخ رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے تھے آسمان پر چاند دمک رہا تھا۔ زمین پر آمنہ کا چاند صلے اللہ علیہ وسلم اپنی چاندنی بکھیر رہا تھا۔ میں کبھی آسمان کے چاند کو دیکھتا اور کبھی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا۔ اور مجھے حضور چاند سے بھی زیادہ خوبصورت دکھائی دیتے تھے۔ اس ذوق کے لئے محبت۔ فدائیت شیفتگی کی ضرورت ہے اور صحابہؓ کی آنکھوں میں اس ماہ کنعان کے علاوہ اور کوئی چاند یا حُسن جچتا تھا۔ کیا خوب فرمایا اس محبوب مدنی کے ایک عاشق نے ؎

یا للفتیٰ مَا حُسْنُہٗ وَجَمَالُہٗ ❊ رَیّاہُ یُصْبِی الْقَلْبَ کَالرَّیحَانِ

واہ کیا ہی خوش شکل اور خوبصورت ہے یہ جوان۔ اس کی خوشبو دل کو ریحان کی طرح فریفتہ کر لیتی ہے۔

گرجائے تو مار کر دکھاتا

حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک غریب صحابی ذاہر تھے۔ وہ مزدوری کر کے اپنا پیٹ پالتے تھے۔ وہ

---

[۱] صحیح بخاری باب حسن الخلق والسخاء و باب من استعد الکفن۔ [۲] شفا قاضی عیاض صفحہ ۳۱

ایک دن بازار میں مزدوری کر رہے تھے۔ بدن پسینہ سے تر اور تھا شفیق آقا نے پیچھے سے آکر آنکھوں پر ہاتھ رکھ دیا گویا وہی بات تھی بوجھو تو جانیں۔ ریشم کی طرح نرم ہاتھوں اور انداز شفقت سے زاہرؓ نے محسوس کیا کہ میرے آقا صلے اللہ علیہ وسلم کے علاوہ اور کون ہو سکتا ہے۔ اور یہ احساس آتے ہی اپنا بدن حضورؐ سے ملنے لگے۔ میں نے شروع میں عرض کیا تھا وللجنون فنون۔ جس طرح دیوانگی کی کئی قسمیں ہیں محبت کے بھی انداز مختلف ہیں۔ کبھی محبت اپنے جوش محبت میں جنون پر آمادہ ہو جاتا ہے وہ آداب کا پابند نہیں ہوتا بلکہ اپنے جذبۂ محبت کی تسکین کے لئے دل کی آواز سنتا ہے ۔

لازم ہے دل کے ساتھ رہے پاسبانِ عقل ÷ لیکن کبھی کبھی اسے تنہا بھی چھوڑ دے

میرے ماں باپ قربان

ایک دن حضورؐ اپنے بعض صحابہ کے ساتھ ابو الہیثمؓ بن تیہان انصاری کے گھر گئے اس کے بہت باغات اور بکریاں تھیں۔ بھوک نے ستایا تھا۔ ابو الہیثمؓ گھر میں نہ تھے۔ ان کی اہلیہ نے حضورؐ کو تشریف رکھنے کے لئے کہا ابو الہیثمؓ پینے کا پانی لینے گئے تھے۔ مشکیزہ اٹھائے آئے۔ حضورؐ کو دیکھ تو حضورؐ سے چمٹ گئے اور کہنے لگے میرے ماں باپ آپؐ پر قربان [۵]۔ کیا انداز محبت ہے۔ محبوب سے لپٹ کر یہ الفاظ کہہ رہے ہیں میرے ماں باپ آپؐ پر قربان۔ کوئی محبت کرنا ان سے سیکھے۔

روئے مبارک کی زیارت

ایک دن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوبکر کیسے آنا ہوا عرض کی حضور کو ملنے کے لئے اور روئے مبارک کی زیارت کرنے کے لئے اور سلام عرض کرنے کے لئے [۶]

حضرت منشی اروڑے خان صاحب بعض دفعہ کپورتھلہ سے قادیان آتے سیدھے دار مسیح پہنچتے۔ حضور کو پیغام بھجواتے۔ زیارت کرتے اور وہیں سے واپس ہو جاتے۔ حضور فرماتے منشی جی اتنی جلدی؟ عرض کرتے بس زیارت کے لئے آتا تھا اور یہ شعر مسیح پاک کا پڑھا کرتے۔

---

۵ شمائل ترمذی ص۱۰۱ ۶ ترمذی ابواب الزہد ما جاء فی معیشۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

۷ ترمذی ابواب الزہد ما جاء فی معیشۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ذاتِ پاکت بس است یارِ یکے ؛ دل یکے جاں یکے نگار یکے

تیری ذاتِ پاک کا ہمارے لئے دوست ہونا کافی ہے۔ دل بھی ایک ہے جان بھی ایک اس لئے محبوب بھی ایک ہی ہونا چاہیئے۔

محمد ہست برہانِ محمدؐ

حضرت عبداللہ بن سلام جو یہود سے اسلام لائے تھے ان کا یہ فقرہ حدیث نے محفوظ کیا ہے۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق انہوں نے فرمایا۔ اس کا چہرہ جھوٹے کا چہرہ نہیں [1]

فلسفہ اور حکمت فلسفیوں اور حکیموں کو مبارک ہو۔ عشاق کے دلائل الگ ہوتے ہیں منشی اروڑے خان صاحب کو جب مسٹر والٹر انگریز نے قادیان میں پوچھا کہ مرزا صاحب کی صداقت کی سب سے زیادہ مؤثر دلیل آپ کے نزدیک کیا ہے تو اس عاشقِ صادق نے یہی جواب دیا تھا کہ مرزا صاحب کی صداقت کی دلیل خود مرزا صاحب کا وجود تھا۔ میں نے تو وہ منہ دیکھا ہوا ہے اور یہ کہہ کر دھاڑیں مار کر رونے لگے۔ یہ وہ عاشق ہوتے ہیں جنہوں نے یار کے حسن و جمال کا مشاہدہ کیا ہوتا ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ کی چیخیں

شفیا الاصبحی روایت کرتے ہیں ایک بار میں مسجد نبوی میں ابوہریرہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہیں اس صحبت کا واسطہ دیا جو ان کو نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی نصیب ہوئی کہ مجھے کوئی حدیث سنایئے۔ ابوہریرہؓ نے اتنا کہا کہ مجھے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں نے اسے سنا اور یاد کیا اور ابوہریرہؓ کی چیخیں نکل گئیں۔ رو کر کچھ سکون ہوا تو اتنا کہا مجھے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے بتلایا۔ میں تھا اور وہ تھے اس گھر میں (اور حجرہ نبوی کی طرف اشارہ کیا) اور تیسرا کوئی نہ تھا۔ اور روتے روتے ہچکی بندھ گئی اور منہ کے بل گر گئے۔ [2]

اللہ! اللہ! محبوب کا تصور ہی ابوہریرہؓ کو تڑپا دیتا ہے۔ ذکرِ حبیب سے وہ مرغ بسمل کی طرح تڑپتے ہیں ہاں! ہاں! یہ وہی عاشق ابوہریرہؓ ہیں جو فاقے کاٹتے تھے اور حبیب سے ایک لمحہ کے لئے بھی جدا نہ ہوتے تھے۔ اس زمانہ کو یاد کر کے ان کی چیخیں نکل جاتی تھیں۔ لیکن کسریٰ و قیصر کے ریشمی رومالوں میں وہ تھوکتے تھے [3] (باقی)

---

[1] ترمذی ابواب صفۃ القیامۃ جلد دوم ص۶۷ [2] ترمذی ابواب الزہد باب ماجاء فی الریاء والسمعۃ

[3] ترمذی ابواب الزہد باب ماجاء فی معیشۃ اصحاب النبی صلے اللہ علیہ وسلم

رسائل و مسائل

(مکرم و محترم جناب ملک سیف الرحمٰن صاحب مفتی سلسلہ احمدیہ)

سوال :۔ جو نکاح کی سنت پر عمل پیرا ہونے کی استطاعت نہیں رکھتے وہ کیا کریں؟

جواب :۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ ولیستعفف الذین لا یجدون نکاحاً حتیٰ یغنیہم اللہ من فضلہٖ (سورۃ نور ۳۴)

یعنی چاہیئے کہ وہ لوگ جن کو نکاح کا موقع میسر نہیں اپنی طاقتوں کو دبا دیں۔ یعنی ایسی احتیاط سے جو شہوات کو کم کرتی ہیں اپنے جوشوں کو کم کریں مگر زنا نہ کریں۔ اور یہ نہ کریں کہ اپنی طاقتوں کو بالکل ضائع کر دیں جن کے ذریعہ سے بقائے نسل کا تقاضا پورا ہوتا ہے۔ کیونکہ اس صورت میں وہ اپنی فطرت کو مسخ کر دیں گے۔ اور اللہ تعالےٰ اس بات کو ناپسند کرتا ہے کہ فطری تقاضوں کو کچل دیا جائے۔

لا یجدون نکاحاً حتیٰ یغنیہم اللہ :۔ اس آیت کے یہ معنے کرنا کہ جب تک مالدار نہ ہو جائے اس وقت تک نکاح نہیں کرنا چاہیئے درست نہیں۔ کیونکہ اس آیت میں اس شخص کا ذکر نہیں جو غریب ہو اور نکاح نہ کرے بلکہ اس شخص کا ذکر ہے جو غریب ہو اور اسے غربت کی وجہ سے کوئی دوسرا شخص رشتہ دینے کے لئے تیار نہ ہو۔ پہلے تو یہ بتایا تھا کہ اگر کسی غریب کا نکاح ہوتا ہے اور وہ اپنی غربت کی وجہ سے نکاح نہ کرے تو یہ درست نہیں وہ نکاح کر لے، اللہ تعالےٰ اسے غنی کر دے گا۔ اور یہاں یہ بتایا ہے کہ اگر کسی کو غربت کی وجہ سے رشتہ نہ ملے تو اس وقت تک وہ عفت سے کام لے۔ جب تک خدا تعالےٰ اس کے لئے رشتہ کا انتظام نہ کر دے۔

(تفسیر کبیر سورۂ نور صفحہ ۳۱)

خطبہ یعنی منگنی۔

سوال۔ کیا کوئی ایسی حدیث ہے جس سے یہ ظاہر ہو کہ نکاح سے پہلے منگنی پسندیدہ ہے؟

جواب:۔ کثرت کے ساتھ اس قسم کی حدیثیں مروی ہیں جن میں منگنی کا ذکر ہے۔ خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حضرت ابوبکرؓ کے پاس حضرت عائشہؓ کی منگنی کا پیغام بھیجا گیا۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں

من عروة ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم خطب عائشة الی ابی بکر فقال له ابوبکر انما انا اخوك فقال انت اخی فی دین اللہ وکتابه وهی لی حلال

(بخاری باب تزویج الصغار من الکبار جلد دوم ص۱۷)

کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے عائشہؓ کی منگنی کا پیغام ابوبکرؓ کے پاس بھجوایا۔ انہوں نے عرض کیا میں تو آپ کا بھائی ہوں۔ آپؐ نے فرمایا بے شک تم میرے دینی بھائی ہو لیکن رشتہ ازدواج کی ممانعت کا تعلق خونی رشتہ سے ہے اس لئے عائشہؓ سے میرا نکاح جائز ہے۔

ایک دوسری حدیث ہے کہ

قال المغیرة بن شعبة خطبت امراة فقال لی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم انظر الیها فانه احری ان یؤدم بینکما۔

(ابن ماجه کتاب النکاح ص۱۳۳)

یعنی حضرت مغیرہؓ کہتے ہیں کہ میں نے ایک لڑکی کے متعلق شادی کا پیغام بھجوایا اور حضور علیہ السلام سے اس کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا لڑکی کو دیکھ لو۔ اس طرح جس اطمینان کے ساتھ تم شادی کروگے اس کے نتیجہ میں تمہارا یہ ازدواجی تعلق دائمی اور مستحکم ہوگا۔

غرض منگنی کا رواج عرب معاشرہ کا حصہ تھا اور اسلام نے بھی اسے قائم رکھا۔ یہی وجہ ہے کہ تمام علماء نے اسے مستحسن قرار دیا ہے بلکہ بعض نے تو اسے واجب تک کہا ہے۔

سوال۔ فریقین کی رضامندی سے منگنی پختہ ہوگئی۔ لیکن بعد میں لڑکے والوں نے کوئی اور رشتہ پسند کرکے شادی کرلی۔ کیا اس سے لڑکی والوں کی عزت میں فرق نہیں آئے گا۔ اور اس طرح لڑکی والوں کی شہرت کو جو نقصان پہنچا ہے اس کا ازالہ کس طرح ہوگا؟

جواب:۔ دنیا کی زندگی دو دائروں میں گھومتی ہے۔ قانونی دائرہ اور اخلاقی دائرہ قانونی دائرہ کی زندگی پر اللہ تعالیٰ نے ایک حد تک انسان کو بھی اختیار دیا ہے۔ اور اسے اجازت دی کہ جو اس کی خلاف ورزی ... اسے مناسب سزا دی جائے۔ اخلاقی دائرہ کی زندگی میں خلاف ورزی کرنے والے کو سزا دینے کا اختیار اللہ تعالیٰ نے صرف اپنے ہاتھ میں رکھا ہے۔ وہ نیتوں اور ارادوں کو دیکھ کر ایسی کوتاہیوں کی سزا دے گا۔

طے شدہ منگنی کو توڑنا ایک اخلاقی جرم ہے اور اس کی سزا اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ میں رکھی ہے انسانی حکومت واقتدار کو اس جرم کی سزا دینے کا اس نے اختیار نہیں دیا۔ علاوہ ازیں انسان جب ایک اقدام اپنی مرضی اور اختیار سے کرتا ہے تو اس کے نیک و بد نتائج کے لئے بھی اسے تیار رہنا چاہیئے منگنی کا عہد ایک اختیاری اور اخلاقی عہد ہے۔ اور اس لئے ہے تاکہ فریقین دیکھ بھال اور سوچ سمجھ لیں تاہم اس کے کوئی قانونی نتائج نہیں۔ پس اگر بعد میں لڑکی والے بدعہدی کرتے ہیں تو اس کا کم و بیش ناخوشگوار اثر لڑکے والوں پر پڑے گا۔ اور اگر لڑکے والے پھرتے ہیں۔ تو لڑکی اور اس کا خاندان اس سے متاثر ہوں گے اور یہ اثرات دونوں کے لئے متوقع ہیں۔

لہذا منگنی طے کرنے کی صورت میں انہیں یہ سمجھتے ہوئے منگنی کے ان اثرات کے لئے تیار رہنا چاہیئے جو دونوں طرف سے متوقع ہو سکتے ہیں۔ اور اس دائرہ میں قانونی اقتدار ان کی کوئی مدد نہیں کر سکے گا البتہ اس موقعہ پر اگر کوئی تحفے تحائف دیئے گئے ہیں تو منگنی ٹوٹنے کی صورت میں معروف طریق پر وہ واپس کئے اور دلائے جا سکتے ہیں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس قسم کے ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا:۔

"ناجائز وعدہ کو توڑنا اور اصلاح کرنا ضروری ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے قسم کھائی تھی کہ شہد نہ کھائیں گے۔ خدا تعالیٰ نے حکم دیا کہ ایسی قسم کو توڑ دیا جائے۔ علاوہ ازیں منگنی تو ہوتی ہی اسی لئے ہے کہ اس عرصہ میں تمام حسن و قبح معلوم ہو جائیں۔ منگنی نکاح نہیں کہ اس کا توڑنا گناہ ہو" (ملفوظات جلد ۹ ص۳۰)

رشتہ کے بارے میں ضروری تحقیق اور تسلّی

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں:۔

"اسلام نے یہ حکم دیا ہے کہ میاں بیوی آپس میں ایک دوسرے کے متعلق تسلی کر لیں۔ عورت کے رشتہ دار بھی تسلی کر لیں کہ واقعہ میں مرد ایسے اخلاق کا ہے کہ اس سے رشتہ کرنا عورت کے لئے بھی اور آئندہ نسل کے لئے بھی مفید ہوگا۔ اور نکاح کے لئے یہ شرط لگائی ہے کہ مرد کی پسند ہو اور عورت کی منظوری ہو۔

اور عورت کے باپ یا بھائی یا جو خاندان کا بڑا مرد ہو اس کی منظوری ہو۔ اور اگر خاندان میں کوئی مرد نہ ہو تو حاکم شہر اس امر کی تسلی کرے کہ کسی عورت کو کوئی شخص دھوکہ دے کر

تو شادی نہیں کرنے دیگا۔ عورت اور مرد میں اس وجہ سے فرق رکھا گیا ہے۔ کہ مرد طبعاً ایسے امور میں جرأت کرتا ہے۔ اور خود دریافت کر لیتا ہے کہ لڑکی کیسی ہے۔ لیکن عورت شرم کرتی ہے اور اس کے احساسات تیز ہوتے ہیں۔ جن کی وجہ سے وہ جلد دھوکہ میں آجاتی ہے۔ پس اس کے لئے اس کے خاندان کے بڑے مرد کی تحقیق اور منظوری یا ایسے کسی آدمی کی عدم موجودگی میں حاکم شہر کی منظوری ضروری رکھی گئی ہے۔

چونکہ اسلام میں پردہ کا حکم ہے۔ اس لئے نکاح کے ابتدائی امور طے ہو جانے اور دیگر امور میں تسلی ہو جانے پر مرد اور عورت کو آپس میں ایک دوسرے کو کھلے طور پر دیکھنے کی اجازت دی ہے۔ تاکہ اگر شکل میں کوئی ایسا نقص ہو جو بعد میں محبت کے پیدا ہونے میں روک ہو تو اس کا علم مرد اور عورت دونوں کو ہو جائے"

(احمدیت یعنی حقیقی اسلام صفحہ ۱۴۲)

خدا سے ڈرتے رہو اور تقویٰ اختیار کرو

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"خدا سے ڈرتے رہو اور تقوےٰ اختیار کرو اور مخلوق کی پرستش نہ کرو اور اپنے مولیٰ کی طرف منقطع ہو جاؤ اور دنیا سے دل برداشتہ رہو اور اسی کے ہو جاؤ اور اسی کے لئے زندگی بسر کرو اور اس کے لئے ہر ایک ناپاکی اور گناہ سے نفرت کرو۔ کیونکہ وہ پاک ہے۔ چاہیئے کہ ہر ایک صبح تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے تقوےٰ سے رات بسر کی اور ہر ایک شام تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے ڈرتے ڈرتے دن بسر کیا۔"

(کشتی نوح صفحہ ۲۴، ۲۵)

صفوں کی درستگی سے نماز کی تکمیل ہے

(مکرم شیخ نور احمد صاحب سابق مبلغ بلاد عربیہ)

اسلام میں فریضہ نماز کی حکمت انفرادی۔ اجتماعی۔ قومی و ملی و اخلاقی مقاصد عالیہ کو اجاگر کرتا ہے۔ چند لمحات کے لئے فرزندانِ توحید کا ایک جگہ جمع ہو کر اور خدا تعالیٰ کے دربار میں باقاعدہ صفیں بنا کر کھڑا ہونا اور عبادت کرنا دراصل قوتِ ملیہ کا احیاء ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں نماز کے وقت صفوں کی درستگی کے متعلق بہت سے تاکیدی ارشادات بیان فرمائے ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم صف بندی میں کسی قسم کی ناہمواری اور کجی برداشت نہ کرتے تھے۔ سیرت کی کتب سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ بذاتِ خود صف کے سیدھا کرنے کا اہتمام فرماتے۔ اور آپ کا یہ عمل التزام اور دوام کو لئے ہوئے تھا۔ اور آپ اس وقت تک تکبیر تحریمہ نہ کہتے۔ جب تک آپ صفوں کو سیدھا نہ دیکھ پاتے۔

حقیقت یہ ہے کہ ایک مسلمان کو صف بندی میں اسلامی نظام حیات میں کسی قسم کا انتشار اور نظم و ضبط کے خلاف کوئی حرکت روا نہیں ہے۔ اسلام میں نماز کے وقت صف بندی کے متعلق اگر ظاہری اختلاف سے نہ روکا جاتا اور کوئی شخص آگے بڑھا ہوتا اور کوئی پیچھے یا صفوں میں کجی ہوتی اور فاصلہ ہوتا اور اس کا باقاعدہ اہتمام نہ ہوتا تو یہی ظاہری اختلاف باہمی بغض و کینہ اور قلوب میں نفرت کا باعث بن جاتا چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پُرشوکت انداز میں فرماتے ہیں۔

(۱)۔ كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يسوّي صفوفنا حتى كانما يسوّي بها القداح حتى رأى انا قد عقلنا عنه ثم خرج يوما فقام حتى كاد ان يكبر فرأى رجلا باديا صدره من الصف فقال عباد الله لتسوّن صفوفكم او ليخالفن الله بين وجوهكم (مسلم)

حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ہماری صفوں کو ایسے برابر کیا کرتے تھے۔ گویا کہ آپ ان کو تیروں سے برابر کرتے۔ اور ہم کو اس کا کافی علم ہو گیا۔ ایک روز آپ نماز کے لئے تشریف لائے اور نماز کے لئے کھڑے ہو گئے۔ اور قریب تھا کہ تکبیر کہہ دی جاتی کہ آپؐ نے ایک شخص کو دیکھا جس کا سینہ صف سے باہر نکلا ہوا تھا۔ آپؐ نے فرمایا خدا کے بندو اپنی صفوں کو سیدھا کرو۔ ورنہ خدا

تمہارے درمیان اختلاف ڈال دے گا۔

یہ حدیث ایک واقعہ کو لئے ہوئے ہے اور آپ نے اس پر ناراضگی کا اظہار فرمایا۔ آج کل صف بندی کی طرف توجہ نہیں کی جاتی۔ اس میں امام الصلوٰۃ کو توجہ دلائی گئی ہے کہ وہ خود صف بندی کی طرف توجہ کرے۔ اور وہ صفوں کو سیدھا کرائے۔ اور اس کی حکمت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے الفاظ میں یہ ہے کہ اس سے باہمی اختلاف کو دور کرتا ہے۔ اس حدیث میں یہ جو بیان کیا گیا ہے کہ گویا تیروں سے برابر کیا کرتے تھے۔ یہ عربی زبان کا محاورہ ہے یعنی نہایت سیدھا جس میں کسی قسم کی کجی نہ ہو۔

(۲) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے صف بندی کے متعلق یہاں تک فرمایا ہے کہ یہ نماز کی تکمیل کا حصہ ہے فرمایا

صفوا صفوفکم فان تسویۃ الصفوف من تمام الصلوٰۃ۔ (بخاری و مسلم)

سیدھا کرو تم اپنی صفوں کو اس لئے کہ صفوں کا برابر کرنا نماز کی تکمیل ہے۔

(۳) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بذاتِ خود صفوں کو سیدھا فرماتے۔ چنانچہ حضرت ابومسعود انصاری کی روایت ہے

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یمسح مناکبنا فی الصلوٰۃ و یقول استووا ولا تختلفوا فتختلف قلوبکم

حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نماز میں ہمارے کندھوں پر ہاتھ رکھتے اور فرماتے سیدھے کھڑے ہو جاؤ اور اختلاف نہ کرو۔ ورنہ اختلاف سے تمہارے دلوں میں اختلاف ہو جائے گا۔

(۴) ایک دفعہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے صفوں میں صحابہ کو دیکھا کہ وہ سیدھے کھڑے نہیں ہیں۔ اس پر آپ نے فرمایا:-

رای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی اصحابہ تاخرا فقال لھم تقدموا (مسلم)

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ آپ کے صحابہ پیچھے ہٹ کر نماز میں کھڑے ہوتے ہیں۔ اس پر آپؐ نے ان سے فرمایا کہ آگے بڑھو

(۵) عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رصوا صفوفکم قاربوا بینھا وحاذوا بالاعناق فوالذی نفسی بیدہ انی لاری الشیطان یدخل من خلل الصف کانھا الحذف (ابوداؤد)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ملا ہوا رکھو صفوں کو اور قریب قریب رکھو اور برابر رکھو گردنوں کو۔ قسم ہے اس خدا کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے،

کہ میں صفوں کے شگافوں میں شیطان کو داخل ہوتے دیکھتا ہوں گویا کہ شیطان کالی بکری کا بچہ ہے
بعض اشخاص اگر صف میں ایک جگہ کھڑے ہوجائیں تو وہ یہ امر اپنے وقار کے خلاف سمجھتے ہیں کہ ان کو کوئی اس امر کی تلقین کرے کہ آپ ذرا پیچھے ہٹ جائیں یا آگے ہوجائیں۔ ایسے اشخاص کے متعلق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

خیارکم الینکم مناکب فی الصلوٰۃ (ابوداؤد)

تم میں سے بہتر لوگ وہ ہیں جن کے مونڈھے نماز میں نرم ہوں

آج کل بالعموم یہ دیکھا گیا ہے کہ اگر مسجد بڑی ہو تو صفوں میں شگاف ہوتے ہیں اور ایک صف ابھی پوری نہیں ہوتی تو دوسری بنائی جاتی ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس صورتِ حال کے متعلق انتہائی زجرو توبیخ کا اظہار فرمایا ہے۔ فرمایا۔

صفوں میں شگاف کو شیطان کے لئے مت چھوڑو اور جس شخص نے صف کو ملایا اللہ تعالیٰ اس کو اپنی رحمت اور فضل سے ملائے گا۔ اور جس نے توڑا صف کو اللہ اس کو دور رکھے گا اپنی رحمت سے۔ (ابوداؤد)

ایک مرتبہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا جو تنہا صف کے پیچھے نماز پڑھ رہا تھا۔ اس پر آپؐ نے اس کو دوبارہ نماز پڑھنے کا حکم دیا۔ (ترمذی)

بعض اشخاص صفوں کی درستی میں وقار کو کھو دیتے ہیں اور ایک دوسرے کو بڑے بھونڈے طریق سے پکارتے ہیں جس سے مسجد میں غیر معمولی شور سا ہوجاتا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

ایّاکم وھیشات الاسواق

صف بندی کے وقت بازار کے شور وغوغا اور آوازوں سے بچو۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز جمعہ کے روز بڑے اہتمام اور التزام سے صفوں کے سیدھا کرنے کا ارشاد فرماتے ہیں۔ اور بالعموم آپ کے یہ الفاظ ہوتے ہیں۔

صفیں سیدھی اور درست کریں کندھے سے کندھا ملائیں۔ اور آپ اس وقت تک منبر سے اترتے نہیں جب تک کہ حضور صفوں کو سیدھا نہ دیکھ لیں۔

الغرض نماز میں صف بندی بہت ضروری امر ہے۔ مگر آجکل اس کو ترک کیا جارہا ہے۔ اور اس کی طرف کوئی توجہ نہیں کی جاتی۔ صفوں کے سیدھا کرنے سے جہاں نماز کی تکمیل ہوتی ہے وہاں محبت والفت، اسلامی مساوات واخوت پیدا ہوتی ہے۔ اور بغض وکینہ وحسد کی روک تھام ہوتی ہے۔ نظام اور اجتماعیت کی روح کو پیدا کرتا ہے ارشادِ نبی

ہے۔

ان اللہ یحب الذین یقاتلون فی سبیلہ صفاً کانھم بنیان مرصوص

نماز باجماعت میں کندھے سے کندھا ملا کر کھڑے ہونے کی تاکید اور اس کی حکمت

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز باجماعت میں مونڈھے سے مونڈھا اور پاؤں سے پاؤں ملا کر کھڑے ہو اور اپنے درمیان کچھ فاصلہ نہ رکھو کہ خالی جگہ شیطان داخل ہو جائے گا۔ یہ اس بات کو ظاہر کیا کہ ایک شخص کی توجہ جسمانی اور روحانی دوسرے شخص میں سرایت کر جائے۔ جماعت میں جیسے جسمانی رنگ میں کوئی ضعیف اور قوی ہوتا ہے۔ تو جب آپس میں ایک دوسرے کے ملنے سے ایک دیوار کی طرح ہو جائیں گے۔ اور مل کر کھڑے ہونے سے ایک دوسرے کی تاثیرات اور فیوض اور جذب روحانی پھیل کر سب میں پہنچ جاوے گی۔ جب پہلی صف اپنی قوت اور جذب روحانی سے پُر ہو جائے گی۔ تو پھر اس صف کا اثر دوسری صف پر پڑے گا۔ اور پھر ان دونوں صفوں کا اثر تیسری پر پڑے گا۔ اس کے سمجھنے کے لئے بجلی کی مشین کی سی مثال ہے جو آج کل نکلی ہے۔ اگر اس بجلی کی مشین یا کل کو کوئی شخص ہاتھ میں پکڑ لے تو اس کا ہاتھ سن ہو جائے گا۔ اور چھوٹ نہیں سکے گا۔ ایسا ہی اگر دوسرا شخص اس کا ہاتھ پکڑ لے تو اس پر بھی برقی اثر ہو جائے گا۔ یہاں تک کہ اگر دس اور بیس اور پچاس سو تک ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑتے جائیں۔ تو وہ برقی اثر سب پر یکساں اثر کرتا چلا جائے گا۔ اگر درمیان میں کچھ بھی فصل رہے گا۔ تو وہ برقی طاقت رک جائے گی۔ اور اس کی قوت جذب کام نہیں دے گی۔ اور وہ جدائی جو واقع ہوئی ہے۔ وہ اس برقی طاقت کو آگے نہیں چلنے دے گی۔ اور روک ہو جائے گی۔ اسی طرح اگر نماز کی صف میں کچھ فصل مل کر کھڑے ہونے میں ہو گا۔ تو جو قوت روحانی یا اثر باطنی ایک دوسرے میں سے ہو کر آرہا تھا وہ رہ جائے گا۔ اس کا نام اصطلاح شریعت میں شیطان رکھا ہے۔"

(تذکرۃ المہدی حصہ دوم
بروایت حضرت پیر سراج الحق صاحب نعمانی)

حضرت ابو ایوبؓ انصاری

وہ خوش قسمت صحابی جن کے کاشانہ پر آقائے دوجہاں چھ ماہ تک فروکش رہے

— (مکرم و محترم حافظ مظفر احمد صاحب جامعہ احمدیہ) —

دنیا میں ایک نذیر آیا اُس نے فاران کی پہاڑیوں سے جلوہ گر ہوکر من انصاری الی اللہ کی منادی کی۔ سرزمین حجاز میں مادیت کے پرستاروں نے اسے قبول نہ کیا۔ پر خدا نے اُس کی قبولیت اہلِ یثرب کے دلوں میں ڈالی اور انہوں نے نحن انصار اللہ کے نعرہ سے اس کا خیر مقدم کیا۔ خدا اور اس کے رسول نے بھی ان کی اس قربانی و ایثار کی قدردانی فرمائی۔ خود خدا نے ان کا نام انصار رکھا۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انصار کی محبت ایمان کی علامت ہے۔ جو ان سے محبت کرے گا اللہ ان سے محبت کرے گا۔ ان فدائیوں میں سے ایک انصاری حضرت ابوایوبؓ کا ذکر کیا جاتا ہے۔

آپ کا نام خالد بن زید تھا کنیت ابوایوب زیادہ مشہور ہوئی۔ خزرج قبیلہ کے خاندان بنی نجار سے آپ کا تعلق تھا۔ یہ وہی خاندان ہے جسے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ننھیال ہونے کا شرف حاصل ہے۔ حضرت ابوایوبؓ اس خاندان کے رئیس تھے۔ آپ وہ خوش قسمت صحابی ہیں جنہیں عقبہ ثانیہ کے موقعہ پر حاضر ہوکر بیعت کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ واپس مدینہ تشریف لائے تو تبلیغ اسلام کرتے رہے۔ چنانچہ آپ کی بیوی نے بھی اسلام قبول کر لیا۔

نبوت کے تیرھویں سال رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں اپنی قوم کے ظلم وستم سے تنگ آکر باذن الٰہی یثرب کی طرف ہجرت فرمائی۔ اہلِ یثرب کو اطلاع ہوئی تو بے تابی سے رسول اللہ کا انتظار کرنے لگے۔ ابوایوب اور ان کے ساتھی روزانہ مدینہ سے باہر حضور کے استقبال کے لئے جاتے اور شام واپس آجاتے۔ آخر ان کی امیدیں برآئیں اور خدا کے پیغامبر اصلح وسلامتی کا شہزادہ یثرب کے قریب ایک بستی قبا میں تشریف فرما ہوئے اور اس کے بعد یثرب کا قصد فرمایا۔

اہلِ یثرب کے دل بلّیوں اچھل رہے تھے وہ خوشی سے پھولے نہ سماتے تھے کہ خدا کا رسول بنفس نفیس ان میں تشریف لا رہا تھا۔ رواج کے مطابق وہ ہتھیار بند اور مسلح ہوکر رسول اللہ کے استقبال کے لئے نکل کھڑے ہوئے تھے۔ بچوں نے جاء رسول اللہ جاء رسول اللہ کے نعرہ ہائے بلند سے یثرب کی دیواروں میں گونج پیدا کردی تھی۔

مدینہ کی بچیاں جنہیں ناصرات کہنا چاہیئے۔ آمد رسول پر آمدنت مبارک کا تحفہ ترانوں اور نغموں کی صورت میں یوں پیش کر رہی تھیں۔

طلع البدر علینا من ثنیات الوداع ۔۔ وجب الشکر علینا ما دعا للہ داع

کہ وداع کی گھاٹیوں سے آج ہم پر چودھویں کے چاند نے طلوع کیا ہے، اللہ کی طرف بلانے والے بلاوے پر ہمارے لئے شکر واجب ہے۔

یثرب کی سوئی ہوئی قسمت جاگ اٹھی تھی۔ اب وہ مدینۃ الرسول تھا۔ مدینہ کے ہر شخص کی خواہش تھی کہ خدا کا رسول ان کے گھر مہمان ہو۔ وہ آگے بڑھ بڑھ کر حضور کی بلائیں لیتے اور عرض کرتے حضور ان کے گھر کو برکت بخشیں۔ رسولِ خدا نے جو یہ شوق میزبانی دیکھا تو کسی کی حوصلہ شکنی گوارا نہ ہوئی۔ فرمایا میری اونٹنی کو آزاد چھوڑ دو جہاں اسے ارشاد ہوگا ٹھہرے گی۔ یہ سعادت حضرت ابوایوب انصاریؓ کے حصہ میں آئی۔ کہ مشیتِ ایزدی سے ناقۂ رسول قصواء ان کے گھر کے پاس ٹھہر گئی۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کس کا گھر زیادہ قریب ہے۔ ابوایوب آگے بڑھے عرض کی حضور میرے گھر کو شرف میزبانی بخشیں۔

روایات میں آتا ہے کہ انصار مدینہ کا شوق مہمانی اب بھی کم نہ ہوا تھا، تب قرعہ اندازی کی گئی۔ تو پھر بھی خوش قسمت ابوایوبؓ انصاری کا نام نکلا۔ اور اس پر وہ جتنا فخر کریں کم ہے۔ بنو نجار کی لڑکیاں خوشی سے گانے لگیں ؎

نحن جواری لبنی نجار ۔۔ یا حبذا محمد من جار

ابوایوب مکان کے اوپر کے حصہ میں رہتے تھے۔ نچلی منزل حضور کو پیش کر دی۔ ایک رات اتفاق سے اوپر والی منزل میں پانی کا ایک بڑا برتن ٹوٹ گیا پانی بہہ پڑا۔ ابوایوب کو فکر دامنگیر ہوئی کہ مبادا چھت سے پانی بہہ پڑے اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو نچلی منزل میں تکلیف ہو۔ آپ فرماتے ہیں میں اور میری بیوی نے اپنا لحاف لیا اور پانی خشک کر کے دم لیا۔ علی الصبح ابوایوبؓ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور رات کا واقعہ کہہ سنایا۔ عرض کی کہ حضورؐ اوپر والی منزل میں قیام فرما ہوں۔ ہم نیچے مقیم ہوں گے۔ رسول اللہ نے منظور فرما لیا۔ اور بالاخانے میں رہنے لگے۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ابوایوبؓ کی محبت کا یہ عالم تھا کہ چھ یا سات ماہ کا سارا عرصہ جو آنحضرت ان کے ہاں فروکش رہے۔ آپ نے مہمانی کا حق ادا کر دیا۔ اور سارا عرصہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا کھانا باقاعدہ تیار کر کے بھجواتے رہے۔ حضرت ابوایوبؓ کی محبت رسول کا اندازہ لگایئے کہ جب کھانا بچ کر آتا تو اس پر رسول خدا کی انگلیوں کے نشانات دیکھتے۔ اور وہاں سے کھانا تناول کرتے۔ ایک دفعہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کھانا نہ فرمایا۔ ابوایوبؓ چونکہ رسول خدا کا بچا ہوا تبرک کھانے کے عادی تھے۔ دوبارہ حاضر ہوئے عرض کی حضورؐ نے

تو آپؐ کے بچے ہوئے کھانے سے کھایا کرتا تھا۔ آج حضورؐ نے کھانا تناول نہیں فرمایا۔ حضورؐ نے فرمایا آج کھانے میں پیاز یا لہسن تھا اور میں اسے پسند نہیں کرتا۔ میزبان نے عرض کی حضورؐ جسے آپ ناپسند فرماتے ہیں۔ میں بھی اسے ناپسند کرتا ہوں۔

حضرت سعید بن المسیب بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت ابو ایوبؓ نے حضور کی ریش مبارک سے کوئی چیز (تنکا وغیرہ) نکالی۔ حضورؐ نے دعا فرمائی۔

"اے ابو ایوب! تجھے کبھی کوئی تکلیف نہ پہونچے"

اللہ اللہ! رحمتِ رسول کا سمندر کس قدر بے کراں ہے ایک معمولی کام پر اتنی عظیم الشان دعا فرماتے ہیں۔

انصار مدینہ کے اخلاص و محبت کا ایک عجیب نظارہ اس وقت نظر آتا ہے جب رسول خدا نے مواخات قائم فرمائی۔ مختلف قبائل اور خاندان کے لوگوں کو بھائی بھائی بنا دیا۔ حضرت ابو ایوب انصاریؓ کے اسلامی بھائی حضرت مصعبؓ بن عمیر قرار پائے۔ جو مدینہ میں اسلام کے پہلے مبلغ تھے ناز و نعم میں پرورش پائی مگر دنیا و دولت پر لات مار کر اسلام میں آکر فقر اختیار کر لیا تھا۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم مصعبؓ کو اس حالت میں دیکھ کر آب دیدہ ہو جاتے۔ عبد الرحمٰنؓ بن عوف فرماتے تھے۔ مصعب بن عمیر (اُحد میں) شہید ہوئے وہ مجھ سے بہتر تھے، انہیں اس چادر سے کفن دیا گیا کہ اگر سر ڈھانکتے تو پاؤں ننگے ہو جاتے۔ اور پاؤں ڈھانکے جاتے تو سر ننگا رہ جاتا۔

یہ تھے حضرت ابو ایوب انصاریؓ کے عظیم المرتبت اسلامی بھائی۔ اس سے ابو ایوبؓ کے مقام پر بھی روشنی پڑتی ہے۔ کہ مواخات قائم فرماتے ہوئے آنحضرتؐ نے باہم مرتبہ و مقام کو بھی ملحوظ رکھا تھا اور یوں بھی کند ہم جنس باہم جنس پرواز۔ حضرت ابو ایوبؓ تمام غزوات میں شامل ہوتے۔ بدر سے لے کر آخری غزوہ تک کبھی پیچھے نہ رہے۔ خلفاء کے زمانہ میں بھی جہاد میں شامل ہوتے رہے۔ حضرت علیؓ کے زمانہ میں خوارج کی جنگ میں ان کے ساتھ تھے۔ حضرت علیؓ ان کا بڑا احترام فرماتے۔ چنانچہ جب حضرت علیؓ نے کوفہ کو دارالخلافہ بنایا تو حضرت ابو ایوبؓ کو مدینہ میں امیر مقرر فرمایا، نیز ان کا وظیفہ ۴ ہزار سے ۲۰ ہزار اور غلام ۸ سے ۴۰ کر دیئے۔

صحابہ کرام بھی ابو ایوبؓ کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے۔ عم زاد رسول حضرت ابن عباسؓ حضرت علیؓ کی طرف سے بصرہ کے گورنر تھے۔ آپ ان کی ملاقات کے لئے تشریف لے گئے۔ ابن عباسؓ نے کہا میں چاہتا ہوں کہ جس طرح آپ نے رسول اللہ کے لئے اپنا گھر خالی کر دیا تھا۔ اپنا گھر آپ کے لئے خالی کر دوں۔ یہ کہا اور مکان ابو ایوبؓ کو پیش کر دیا۔ خود دوسرے مکان میں منتقل ہو گئے۔

آپ کا ذوق حدیث بھی قابل ستائش ہے۔ علم و فضل میں وہ مقام رکھتے تھے کہ صحابہ مسائل دریافت کرنے کے لئے آپ سے رجوع کرتے۔ آپ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں۔ نیز حضرت ابی بن کعبؓ

جابر بن سمرہؓ۔ براء بن عازبؓ۔ زید بن خالدؓ۔ مقدام بن معدی کربؓ۔ ابن عباسؓ اور انسؓ سے روایت کرتے ہیں۔ اسی طرح آپ سے روایت کرنے والوں میں عروہؒ، سالمؒ اور عطاءؒ وغیرہ ہیں۔ شوقِ حدیث کا ایک واقعہ ملاحظہ ہو۔ کہ امیر معاویہ کے زمانہ میں جب رسول اللہ کے صحابی عقبہ مصر کے گورنر تھے۔ حضرت ابو ایوب کو معلوم ہوا حضرت عقبہ کوئی خاص حدیث بیان کرتے ہیں۔ آپ نے بزرگی و ضعف کی حالت میں وہ حدیث معلوم کرنے کے لئے مصر کا سفر اختیار فرمایا۔ عقبہ کے پاس پہنچے۔ ان سے (سترِ المسلم) کی حدیث دریافت فرمائی۔ اور کہا اس وقت آپ کے سوا اس حدیث کو جاننے والا کوئی نہیں۔ حدیث سنکر اونٹ پر سوار ہوئے اور واپس مدینہ تشریف لے گئے۔

حضرت امیر معاویہ کے زمانہ میں آپ غزوہ روم میں شامل ہوئے رسول اللہ نے قسطنطنیہ کی فتح کی خبر دی تھی۔ یہ فدائی صحابی اس خوشخبری کو بچشمِ خود دیکھنے کے متمنی تھے۔ غرضیکہ پیرانہ سالی میں اس جہاد میں بھی شمولیت فرمائی۔ اس سفر میں آپ بیمار ہو گئے۔ اس وقت یزید فوجوں کی کمان کر رہا تھا وہ عیادت کے لئے حاضر خدمت ہوا اور عرض کی کہ کوئی خواہش؟ پہلے تو آپ نے فرمایا کہ تمام مسلمانوں کو میری طرف سے سلام کہنا۔ اور یہ پیغام دینا کہ جب میں مرجاؤں تو میرے جنازہ کو اٹھا کر دشمن کی سرزمین میں جہاں تک لے جا سکتے ہو لے جانا اور وہاں دفن کرنا۔ اور آپ نے اس آخری وقت میں ایک ایسی حدیث بھی سنائی جو ساری عمر نہ سنائی تھی جو یہ ہے کہ

"جو شخص اس حالت میں مرے کہ اللہ کے ساتھ شریک نہ ٹھہراتا ہو وہ جنت میں داخل ہوگا۔"

آپ کی وفات ہوئی تو وصیت کے مطابق آپ کا جنازہ اٹھایا گیا۔ اور رات کے وقت دشمن کی زمین میں لے جاکر دفن کر دیا گیا۔ اور دشمن کو تنبیہہ کر دی گئی کہ رسول اللہ کے صحابی کا مزار ہے۔ اس کی ہتک کی جرأت نہ کرنا۔

ابن سعد نے لکھا ہے کہ مجھے معلوم ہوا کہ اہلِ قسطنطنیہ مزار ابوایوبؓ پر عقیدت کی نظر سے حاضری دیتے ہیں اور قحط کے دنوں میں ان کے وسیلہ سے دعا کرتے ہیں تو بارش برستی ہے۔ ابوایوب انصاری کا مزار قسطنطنیہ میں آج بھی زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ ؎

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

اس مضمون کی تیاری میں مندرجہ ذیل کتب سے استفادہ کیا گیا۔

۱۔ بخاری ۲۔ مسلم۔ ۳ ترمذی۔ ۴۔ موطا۔ ۵۔ مسند احمد بن حنبل۔ ۶۔ اسد الغابہ۔ ۷ اصابہ۔ ۸۔ استیعاب
۹۔ تہذیب التہذیب۔ ۱۰۔ طبقات ابن سعد۔ ۱۰۔ سیر انصار

السعی منا والاتمام من اللہ

ایڈیٹر کی ڈاک

• مکرم ومحترم قریشی عبدالرحمن صاحب ناظم اعلیٰ مجالس صوبہ سندھ تحریر فرماتے ہیں۔

ماہنامہ انصار اللہ ماہ جنوری سنہ ۱۹۷۶ء نظر پڑا۔ آپ نے اسے جس خوبی سے دلچسپ بنایا ہے اس پر یہ عاجز مبارکباد پیش کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مساعی میں برکت ڈالے اور زیادہ سے زیادہ مقبول خدمتِ دین کی توفیق عطا فرمائے۔ اور اپنی ہر نعمت سے حصہ وافر عطا فرمائے۔

• مکرم ومحترم عبدالوہاب صاحب زعیم اعلیٰ مجلس انصار اللہ اسلام آباد فرماتے ہیں:۔

ماہ فروری کا شمارہ انصار اللہ آج ملا۔ الحمد للہ کہ ہر شمارہ خوب سے خوب تر ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت وتندرستی کے ساتھ اس کارِ خیر کو بہتر طور پر انجام دینے کی توفیق عطا فرمائے۔

ناقابلِ فراموش اور مفتی سلسلہ کی جانب سے سوال وجواب کا سلسلہ تعلیم وتربیت کا بہترین ذریعہ ہے۔ بلکہ میں تو عرض کروں گا کہ ناقابلِ فراموش عنوان کے تحت جملہ انصار بھائیوں کو دعوت دیں کہ وہ سبق آموز واقعات تحریر کر کے بھجوائیں۔ اسی طرح نہ صرف یہ کہ جہاں نیک کاموں کی ترغیب ہوگی۔ وہاں دوسروں کے لئے اصلاح کا ذریعہ بھی

• مکرم ومحترم چوہدری محمد اکرم صاحب حیدرآباد سے تحریر فرماتے ہیں:۔

انصار اللہ کا میں خریدار ہٹ گیا تھا اب آپ نے بڑا دلچسپ بنا دیا ہے۔ دعاؤں والا رسالہ پڑھتا ہوں۔ جنوری کا بھی پڑھا۔ اب انشاء اللہ مارچ میں ربوہ حاضر ہونگا تو انصار اللہ کا خریدار بنوں گا۔

شجرکاری اور انصار اللہ

مجالس انصار اللہ کے عہدہ داران کی یاد دہانی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ موسم بہار میں اپنے اپنے اراکین کو شجرکاری کی طرف توجہ دلائیں اور اس بات کی نگرانی فرمائیں کہ زیادہ سے زیادہ اراکین اپنے اپنے علاقوں میں درخت لگائیں۔ فروری کے پہلے ہفتے سے حکومت کی طرف سے شجرکاری کی مہم شروع ہے۔ اسے کامیاب بنانے کی ہر ممکن کوشش کی جائے۔

قائد ایثار مجلس انصار اللہ

پروگرام امتحانات برائے ۱۳۵۵ہش / ۱۹۷۶ء

پہلا امتحان - ۱۹/۲۱ امان/مارچ - بروز جمعہ/اتوار۔ نصاب یہ ہوگا۔

۱۔ ترجمہ قرآن کریم پارہ ۱۶ ربع سوم

۲۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پانچ دعائیں۔ جاگنے کے وقت۔ سوتے وقت۔ کھانا کھانے سے قبل۔ مسجد میں داخل ہوتے وقت اور نکلتے وقت کی دعائیں۔

۳۔ کتاب دافع البلاء (تصنیف حضرت مسیح موعود علیہ السلام

دوسرا امتحان ۲۵/۲۷ احسان/جون بروز جمعہ/اتوار

نصاب۔ ۱۔ ترجمہ قرآن کریم پارہ ۱۶ ربع چہارم

۲۔ پانچ منتخب احادیث معہ تشریح

۳۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب توضیح مرام

تیسرا امتحان - ۱/۳ اخاء/اکتوبر بروز جمعہ/اتوار

نصاب - ۱۔ ترجمہ قرآن کریم پارہ ۱۷ نصف اول

۲۔ کتاب خلافتِ حقہ اسلامیہ (تصنیف حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضؓ)

۳۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پانچ منتخب الہامات معہ تشریح اور پانچ زبانی اشعار

اطفال کے لئے وظیفہ انعامی کا امتحان۔ یہ امتحان اطفال کے سالانہ اجتماع کے موقعہ پر لیا جائے گا۔ نصاب یہ ہوگا ۱۔ نماز کا ترجمہ (۲) قرآن کریم کی آخری دس سورتیں زبانی یا ان کے برابر قرآن کریم کا کوئی اور حصہ (۳) اسلام کے بنیادی عقائد (۴) احمدی اور غیر احمدی میں فرق (۵) نبی کی تعریف اور اسکی صداقت کا معیار از قرآن کریم۔ (۶) خلفائے راشدین دورِ اول اور دورِ ثانی کا تعارف (۷) علامات ظہور مہدی (۸) موٹے موٹے ملکی سیاسی و جغرافیائی حالات۔

نوٹ:۔ اراکین انصاراللہ کے تینوں امتحانات میں شامل کتب الشرکۃ الاسلامیہ لمیٹڈ ربوہ سے مل سکتی ہیں۔ قیمتیں حسب ذیل ہیں

۱۔ دافع البلاء ایک روپیہ ۲۔ توضیح مرام ڈیڑھ روپیہ ۳۔ خلافتِ حقہ اسلامیہ ۵۰ پیسے

(قائد تعلیم مجلس انصاراللہ مرکزیہ)

اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے

کرو کوشش اگر صدق و صفا ہے　　کہ یہ حاصل ہو جو شرط بقا ہے
یہی آئینہ خالق نما ہے　　یہی اک جوہر سیف دعا ہے
ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتقا ہے　　اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے
یہی اک فخر شان اولیا ہے　　بجز تقوی زیادت ان میں کیا ہے
ڈرو یارو کہ وہ بینا خدا ہے　　اگر سوچو یہیں دارالجزاء ہے
مجھے تقوی سے اس نے یہ جزا دی　　فسبحان الذی اخزی الاعادی
عجب گوہر ہے جس کا نام تقوی　　مبارک وہ ہے جس کا کام تقوی
سنو ہے حاصل اسلام تقوی　　خدا کا عشق مے اور جام تقوی
مسلمانو بناؤ تام تقوی　　کہاں ایماں اگر ہے خام تقوی
یہ دولت تو نے مجھ کو اے خدا دی　　فسبحان الذی اخزی الاعادی

(درثمین)

ٹائیٹل نصرت آرٹ پریس گول بازار ربوہ میں چھپا -